O

غیرتِ آرزو نہیں جاتی، حسرتِ جستجو نہیں جاتی
عمر تو ڈھل رہی ہے پر اب بھی زیست کی ہاؤ ہو نہیں جاتی

زندگانی کی شام کا انجام، ایک ویران سرمئی منزل
لیکن انسان کے حواسوں سے دن کی وہ رنگ و بو نہیں جاتی

جب اداسی اتر رہی ہو تو ایک اِک نس بدن سے لڑتی ہے
ریشہ ریشہ ادھیڑنے سے قبل، آنکھ تک آبِ جو نہیں جاتی

https://emad-ahmad.com/

بے سر و پا محاذ کھولے تھے، بے غنیمت پلٹ گئے ہم لوگ
بے دلی سے لگی ہوئی بازی، جیت کے روبرو نہیں جاتی

بے کلی! لوگ چاہتے ہیں مَیں توڑ دوں تیرا اور مِرا رشتہ
میری اپنی، مِری بہت اپنی، میرے اندر سے تُو نہیں جاتی

زخمِ دل کی رفو گری کب تک، ضبطِ حالاتِ زندگی کب تک
آج تو سوچ بھی گریزاں ہے، درد کے دوبدو نہیں جاتی

جانتا ہوں بَتا نہیں پاتا، حدِ ادراک سے جڑے کچھ راز
لاکھ کوشش کے باوجود عماد، اس طرف گفتگو نہیں جاتی

https://emad-ahmad.com/